ابوعمر کاشف سلفی

دعاء افطار کی ایک روایت پر تحقیق

سنن ابن ماجہ (۱۷۵۳) میں افطار کرنے کی دعاء ''**حدثنا هشام بن عمار حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا اسحاق بن عبيدالله المدنى قال سمعت عبدالله بن ابى مليكة يقول سمعت عبدالله بن عمرو بن العاص يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للصائم عند فطره لدعوة ما ترد قال ابن ابى مليكة سمعت عبدالله بن عمرو يقول اذا افطر اللهم اني اسلك برحمتک التي وسعت كل شيء، ان تغفرلي**'' حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں روزے دار کے لئے افطار کے وقت ایک دعاء ہوتی ہے جو رد نہیں ہوتی۔ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو کو افطار کے وقت یہ دعاء پڑھتے ہوئے سنا ''**اللهم انى اسلک برحمتک التي وسعت كل شيء ان تغفرلي**''(مستدرک الحاکم ۴/۶۶،شعب الایمان للبیہقي ۸/۴۳۳،الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاھین ۱۴۱،عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۴۸۰،الدعاء للطبرانی ۹۱۹وغیرہ)

نوٹ:اس مضمون میں کفایت اللہ صاحب کے دلائل کا بھی جائزہ لیا گیا ہے،ہم نے کفایت اللہ صاحب کے مضمون کو پرینٹ کرلیا ہے،جو کل ۸صحفات پر مبنی ہے تاکہ حوالہ دینے میں آسانی رہے،باقی ان کا مضمون ان کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

درج ذیل علماء نے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے:

۱۔امام بوصیری نے کہا''**اسناده صحيح**''(اتحاف الخیرۃ ۳/۱۰۲)

۲۔ابن حجر العسقلانی ''**هذا حديث حسن**''(الفتوحات الربانیۃ ۳/۳۴۲،نتائج الافکار ۲/۲۰۲،۱۵اس قول کی تفصیل آگے آرہی ہے ان شاءاللہ)

۳۔دکتور بشارعوادمعروف ''اسناده حسن'' (سنن ابن ماجہ بتحقیق بشارعواد۱۷۵۳)

۴۔شیخ شعیب الارنووط ''اسناده حسن'' (سنن ابن ماجہ بتحقیق شعیب الارنوط ۲/۶۳۷)

۵۔عبدالقادرالارنوط ''هو حديث حسن'' (الاذکار للنووی بتحقیق عبدالقادر ۱/۱۹۰)

۶۔شیخ احمد شاکر ''و اسناده صحيح'' (عمدۃ التفسیر عن الحافظ ابن کثیر ۱/۲۲۵)

۷۔ابن الملقن کے نزدیک صحیح یا حسن ہے جیسے کے مقدمہ میں ذکر موجود ہے اور جہاں ضعیف روایت موجود ہے وہاں تنبیہ کردی ہے،الغرض یہ روایت ان کے نزدیک مقبول ہے ''لااذكر فيه الاحديثا صحيحا او حسنا دون الضعيف وربما ذكرت شيئا منه لشدة الحاجة اليه منبها على ضعفه'' (تحفۃ المحتاج الی ادلۃ المنهاج ۲/۹۷)

۸۔محدث عبداللہ بن محمد بن احمد الدویش نے شیخ البانی کے رد پر کتاب لکھی ہے ''تنبيه القاري على تقوية ما ضعفه الالباني ''جس میں انہوں نے ان روایتوں کو شواہد کی بنأ پر قوی قرار دیا ہے جن کو شیخ البانی نے ضعیف کہا ہے،ان میں سے مذکورہ روایت بھی ہے جو ان کے نزدیک شواہد کی بناء پر صحیح یا حسن ہے (تنبیہ القاری ۱/۷۶)

۹۔شیخ صالح العثیمین نے بھی اسے حسن تسلیم کیا ہے (مجموع فتاوی ۲۰/۲۶۱)

۱۰۔شیخ زبیرعلی زئی حفظہ اللہ نے بھی اسے صحیح یا حسن تسلیم کیا ہے (انوار الصحیفۃ مقدمہ ص۹)

بہرحال یہ ایک درجن کے قریب علماء کرام نے اس روایت کو صحیح یا حسن تسلیم کیا ہے،اس کے مقابلے میں شیخ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ اور شیخ سلیم بن عیدالہلالی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے دیکھیں (ارواء الغلیل ۴/۱۴۱،عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی بتحقیق الہلالی ص۵۴۹)

رواۃ کا مختصر تعارف

۱)۔ہشام بن عمار نصیر ''صدوق'' (تقریب التہذیب ۲/۲۶۸)

۲)۔الولید بن مسلم القرشی ''ثقۃ'' (تقریب التہذیب ۲/۲۸۹)

۳)۔اسحاق بن عبیداللہ المدنی ان پر تفصیل آگے آرہی ہے ان شاء اللہ،مختصر توثیق درج

ذیل ہے،

۱۔حافظ ابن حبان نے آپ کو(کتاب الثقات ۶/۴۸) میں ذکر کیا ہے۔

۲۔ابن عساکر نے آپ کی ایک روایت کو''**حسن غریب**'' کہا ہے(معجم الشیوخ ۱/۳۰۷)

۳۔ابن الملقن نے آپ کی روایت کو(تحفۃ المحتاج ۲/۹۸) میں ذکر کیا ہے، جو ان کی توثیق ہے۔

۴۔البوصیری نے کہا''**اسناده صحيح رجاله ثقات**'' (الزوائد ۲/۱۱۴ بحوالہ تہذیب الکمال بتحقیق بشار عواد ۲/۴۵۸)

۵۔حافظ ابن حجر''**هذا حديث حسن**''(الفتوحات الربانیۃ ۳/۳۴۲،نتائج الافکار ۵/۲۰۲)

لہذا آپ''حسن الحدیث'' ہیں۔اور کفایت اللہ کا کہنا کہ''ابن حبان اس کی توثیق کی میں منفرد ہیں''(ص۶) باطل ہے۔

نوٹ: نتائج الافکار حمدی عبد المجید السّلفی کی تحقیق کے ساتھ ۵ جلدوں پر مطبوع ہے، جن میں سے چوتھی اور پانچویں جلد کے مقدمہ میں صراحت ہے کہ جہاں نسخہ ناقص ہے وہاں ''الفتوحات الربانیۃ لابن اعلان'' جو الاذکار النووی کی شرح ہے وہاں سے حافظ ابن حجر کا باقی کلام نقل کر دیا گیا ہے،تقریباً یہی بات''الامالی الاذکار فی صلاۃ التسبیح'' ابن حجر کی کیلانی محمد خلیفہ کی تحقیق سے مطبوع ہے اور انہوں نے بھی مقدمہ میں صراحت کی ہے جہاں نسخہ ناقص ہے وہاں''الفتوحات الربانیۃ'' سے نقل کیا گیا ہے۔اصل میں ابن حجر کی نتائج الافکار الاذکار النووی کی تخریج و تحقیق ہے، اور الفتوحات الربانیۃ اسی کتاب کی شرح جنھوں نے ابن حجر کی کتب سے بھی استفادہ کیا ہے اور ان کا کلام نقل کیا ہے، مخطوطات کی ناقص ہونے کی وجہ سے محققین نے اسی ابن اعلان کی کتاب پر اعتماد کیا ہے، تاہم ہمارا استدلال ان چار محدثین کی توثیق پر ہے ابن حجر کو ہٹا کر جن میں سرفہرست ابن حبان اور ابن عساکر رحمہا اللہ ہیں۔

ابن حجر کا حوالہ اس لئے بھی نقل کیا گیا ہے کہ کفایت اللہ صاحب کے نزدیک یہ ثابت ہے

جس پر بعد میں بحث کی جائے گی ان شاء اللہ۔

۴)۔عبداللہ بن ابی ملیکۃ ''ثقۃ'' (تقریب التہذیب ۱/۵۱۱)

۵)۔عبداللہ بن عمرو بن العاص صحابی رضی اللہ عنہ۔

اسحاق بن عبید اللہ المدنی رحمہ اللہ:

سب سے پہلی بحث تو یہ ہے کہ سند میں ''اسحاق بن عبید اللہ'' ہے یا ''اسحاق بن عبداللہ'' اس کے بعد اس پر بحث کی جائے گی کہ اس راوی سے کون مراد ہے؟۔

بعض لوگ اپنے غلط دلائل کا دفاع کرنے کے لئے جان کر شاذ اقوال کا سہارا لیتے ہیں، اگر چہ ان کا رد پہلے سے ہی موجود ہوتا ہے۔

ولید بن مسلم سے یہ روایت درج ذیل رواۃ نے بیان کی ہے:

۱)۔حکم بن موسی (معجم الشیوخ ۱/۳۰۷، مستدرک الحاکم ۴/۶۶، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۴۸۰، ذیل تاریخ المدینۃ السلام ۱/۳۳۴)

۲)۔ہشام بن عمار (سنن ابن ماجہ ۱۷۵۳، شعب الایمان للبیہقی ۸/۴۳۳، الدعاء للطبرانی ۲/۴۹۰)

اسحاق بن عبید اللہ کے سند میں ہونے کے دلائل:

اولاً:

جہاں تک حکم بن موسی کا تعلق ہے، تو قطع نظر مستدرک الحاکم اور ذیل تاریخ المدینہ کی اسانید سے، اس میں حکم بن موسی کے طرق سے ''اسحاق بن عبداللہ'' مروی ہے جب کہ اسی حکم بن موسی سے جو روایت عمل الیوم والیلۃ اور معجم الشیوخ میں مروی ہے اس میں ''اسحاق بن عبید اللہ'' ہے۔

اور ہشام بن عمار نے بھی ''اسحاق بن عبید اللہ'' ہی روایت کیا ہے، جو اس کی واضح دلیل ہے کے اسحاق بن عبداللہ تصحیف ہے۔

اس کے مقابلے میں حکم بن موسی کی متابعت کسی نے نہیں کی ''اسحاق بن عبداللہ'' کہنے میں، جب کہ خود حکم بن موسی نے ''اسحاق بن عبید اللہ'' کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

جہاں تک الترغیب لابن شاہین کی سند کا تعلق ہے اس پر تبصرہ آگے آئے گا۔

دوم:

نیز ذیل تاریخ المدینہ ابن الدبیثی (۱/۳۳۴) کی سند میں ''الحسن بن عمر بن حبیش'' کا تعین درکار ہے، اگر اس سے مراد ''الحسین بن عمر بن عمران الحبیش'' بھی بالفرض ہے، تب بھی اس کے استاذ ''حماد بن محمد'' اور مستدرک الحاکم میں ''محمد بن علی بن زید'' حفظ و اتقان میں ''امام ابو یعلیٰ'' جن کی روایت عمل الیوم والیلۃ لابن السنی میں ہے اور اسی طرح ''محمد بن عبداللہ بن سلیمان'' جن کی روایت معجم الشیوخ میں ہیں ان کے مقابلے میں مجموعی طور پر کم تر ہیں۔

اور پھر ہشام بن عمار نے بھی متابعت کر رکھی ہے۔

نیز تاریخ المدینہ ابن الدبیثی (۱/۳۳۴) کے محقق دکتور بشار عواد نے مذکورہ ''اسحاق بن عبداللہ'' والی روایت کو ''**اسناده ضعيف جداً**'' کہا ہے اور ''اسحاق بن عبید اللہ'' کو ہی راجح قرار دیا ہے۔

اسی طرح الدعاء للطبرانی (۲/۱۲۳۰) کے محقق ''دکتور محمد بن سعید بن محمد حسن البخاری'' مستدرک الحاکم کی سند کی بابت فرماتے ہیں: ''**قلت: هو اسحاق بن عبيدالله المدني و تصحف عندهم الى عبدالله** ''میں کہتا ہوں یہ اسحاق بن عبید اللہ المدنی ہے، اور (مستدرک الحاکم) میں عبداللہ تصحیف ہے''۔

نیز حافظ ابن حجر العسقلانی حافظ ذہبی کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''**هو رجل معروف و انما تحرف اسم ابيه علي الذهبي وجهله وهو اسحاق بن عبيد الله بالتصغير**''

یہ معروف شخص ہے، اس کا نام امام ذہبی پر خلط ملط ہو گیا ہے ان کے عدم علم کی بناء پر، یہ اسحاق بن عبید اللہ ہے (عبداللہ) کی تصغیر پر (لسان المیزان ۱/۱۵۳)۔

جس سے ابن حجر کا موقف واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے نزدیک عبید اللہ ہی راجح ہے۔

بلکہ ابن حجر نے تو واضح فرمادیا کہ ''**ووقع فی روايته مخالفة للقوم فی اسحاق بن**

عبدالله فرواه الجميع عبيدالله'' (الفتوحات الربانیة۲/۳۴۲)
یعنی اسحاق بن عبیداللہ ہی راجح ہے،بعض لوگوں سے اسحاق بن عبداللہ روایت کرنے میں مخالفت ہوئی ہے باقی تمام رواۃ نے عبیداللہ ہی روایت کیا ہے۔
اور کفایت اللہ صاحب کے اصولوں پر یہ حوالہ بھی درست ہے۔
نیز دیکھیں (تقریب التہذیب ۱/۲۱۲)
حافظ ابن عساکر نے (تاریخ دمشق ۸/۲۵۶) اور علامہ المزی نے (تہذیب الکمال ۲/۴۵۶) میں ''اسحاق بن عبیداللہ'' کے ترجمہ میں یہ زیر بحث روایت ذکر کی ہے جس سے واضح ہوجاتا ہے ان ائمہ کا میلان بھی اسی طرف ہے کہ اصل راوی ''اسحاق بن عبیداللہ'' ہی ہے نہ کہ '' اسحاق بن عبداللہ''۔
نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے (التاریخ الکبیر ۱/۳۸۹) میں 'اسحاق بن عبیداللہ المدنی'' کے ترجمہ میں لکھا ہے ''**سمع ابن ابی ملیکة فی الصوم** ''اس نے ابن ابی ملیکۃ سے روزے کے متعلق (روایت) سماعت کی ہے۔
بہر حال اس جم غفیر کے مقابلے میں کفایت اللہ نرالی تحقیق لائے ہیں، اس میں بھی صرف تین ائمہ سے احتمالات ظاہر کیے ہیں، جب کہ ان میں سے بھی علامہ البانی کی رائے مختلف ہے۔
کفایت اللہ صاحب بھی عجیب ہیں کہ سب سے پہلے انہوں نے ایک ایسی روایت کو راوی کے تعین کے لئے بنیاد بنایا ہے جس کے اپنے ایک راوی کا تعین درکار ہے (تفصیل اس کی پیچھے گذر چکی ہے) اور جس پر محدثین پہلے ہی جواب دے چکے ہیں، کہ یہ تصحیف ہے پھر بھی ''تاریخ المدینہ لابن الدبیثی'' کا حوالہ دے کر قارئین کو گمراہ کرنے کی کوشش میں ہے کہ گویا یہ ''مستدرک الحاکم'' پر جو جواب دیا گیا ہے اس سے مختلف ہے۔ جب کہ یہ واضح تصحیف ہے۔
کفایت اللہ کی پہلی دلیل (ص۱) پر موجود ہے۔

جتنے محققین نے اسے صحیح یا حسن تسلیم کرا ہے ان سب کے نزدیک بھی اس میں ''اسحاق بن عبیداللہ'' ہی مراد ہے نہ کہ ''اسحاق بن عبداللہ''۔

کفایت اللہ صاحب کی دوسری دلیل (ص۱):

''دوسری دلیل: ایک اور طرق میں اس راوی کا تعین ''الاموی'' کے ساتھ منقول ہے''

اس کی سند کچھ یوں نقل کی ہے ''ثنا اسد ثنا اسحاق بن عبداللہ الاموی من اھل المدینہ حدثنی ابن ابی ملیکۃ'' (ص۱)

اولاً: جب کہ الترغیب فی فضائل الاعمال لا بن شاھین کے بعض نسخوں میں واضح طور پر ''اسحاق بن عبیداللہ'' کا نام موجود ہے شیخ سلیم بن عید الہلالی نے اپنے نسخے سے یہی نقل کیا ہے (دیکھیں عمل الیوم والیلۃ ص۵۴۹)

دوم:

نیز سند میں مذکور ''اسد بن موسیٰ'' اسحاق بن عبیداللہ کے شاگردوں میں سے ہے (تہذیب الکمال ۲/۴۵۶) جب کہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروۃ کے شاگردوں میں ''اسد بن موسیٰ'' موجود نہیں (تہذیب الکمال ۲/۴۴۷)

سوم:

نیز اس روایت کی سند میں ''احمد بن بھزاد بن مھران'' موجود ہے جس پر جرح موجود ہے (لسان المیزان ۱/۴۱۳، ذیل میزان الاعتدال ۱/۲۸) نیز حافظ الذہبی نے اسے صدوق کہا ہے (سیر اعلام النبلاء ۱۵/۵۱۸) مسلمہ بن قاسم کی توثیق قابل اعتماد نہیں وہ فی نفسہ ضعیف راوی ہے (لسان المیزان ۸/۶۱)

اگر اس پر ابن الطحان کی جرح ثابت ہو جائے پھر اس کی سند ضعیف ہوگی کیونکہ حافظ العراقی نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے۔

شاید اسی وجہ سے کفایت اللہ صاحب نے بھی جیسے اس پہلے والی سند پر ولید بن مسلم تک اسنادہ حسن کہا تھا، اور اس پر حکم لگانے سے گریز کیا ہے۔

جہاں تک کفایت اللہ کا کہنا ہے ''عرض ہے کہ علامہ البانی، امام الحاکم اور امام ذہبی رحمہم اللہ کا ذکر کردہ دوسرا احتمال ہی متعین ہے جیسا کہ اوپر بادلائل ثابت کیا گیا'' (ص ۳)
یہ ان ائمہ کا احتمال ہی ہے، بالجزم تو ان کو بھی یقین نہیں اس سے مراد یہی ہے، اور جہاں تک آپ کے دلائل کا تعلق ہے اس پر تبصرہ پیش کر دیا گیا ہے۔

اسحاق بن عبیداللہ المدنی کا صحیح تعین:

کفایت اللہ صاحب نے کل سات مختلف رواۃ شمار کئے ہیں دیکھیں (ص ۷ تا ۸)
جب کہ اگر ان کو الگ الگ شمار بھی کر لیا جائے (جو کو غلط ہے) تب بھی کل چار رواۃ بنتے ہیں، سات نہیں۔
اصل میں یہ تین رواۃ ہیں (جو کہ درحقیقت ایک ہی راوی ہے، تفصیل نیچے ملاحظہ فرمائیں):
۱)۔اسحاق بن عبیداللہ المدنی
۲)۔اسحاق بن عبیداللہ ابن ملیکۃ
۳)۔اسحاق بن عبیداللہ بن ابی المھاجر المخزومي۔
ذہبی العصر علامہ عبدالرحمٰن بن یحیی المعلمی ''اسحاق بن عیداللہ بن ابی ملیکۃ'' کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

''والذی یظھر بعد التامل ان اسحاق ھذا ھو ابن عبیدالله بالتصغیر بن ابی المھاجر اخو اسماعیل وانه مدنی سکن دمشق وروی عن عبد الله بن ابی ملیکة فاختلط علی بعضھم نسبه ینسب شیخه کأنه کان فی کتاب سند عنه عن شیخه فوقع فیه سقط و تحریف والله اعلم'' (الجرح والتعدیل بتحقیق المعلمی ۲/۲۲۹)

''تحقیق کے بعد یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اسحاق بن عبیداللہ (عبداللہ کی) تصغیر کے ساتھ ابن ابی المھاجر ہے جو اسماعیل کا بھائی ہے، یہ مدنی ہے جو دمشق میں رہتا تھا، اس نے عبداللہ بن ابی ملیکۃ سے روایت بیان کی ہے بعض لوگوں نے غلطی کی اسے اس کے شیخ کی طرف

منسوب کردیا، گویہ کے اس کے پاس کوئی کتاب تھی جس میں اس نے ابن ابی ملکیۃ سے روایت بیان کی ہوئی تھی، اس میں سے کچھ رہ گیا یا اس میں تحریف ہوگئی واللہ اعلم''۔

علامہ المعلمی رحمہ اللہ کا کلام بالکل واضح ہے کہ ''ابن ابی ملیکۃ'' اس کے شیخ کی طرف غلط منسوب کردیا اصل میں یہ ایک ہی راوی ہے۔

ابن ابی حاتم نے (الجرح والتعدیل ۲/۲۲۹) میں اور علامہ مزی نے (تہذیب الکمال ۲/۴۵۶) میں ''اسحاق بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ'' کے ترجمہ میں یہ بات بھی لکھی ہے ''**وعن یزید بن رومان مرسلا**'' کہ یہ یزید بن رومان سے ارسال کرتا ہے۔

جب کہ یہی بات امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے ''اسحاق بن عبید اللہ المدنی'' کے ترجمہ میں کہی ہے ''**سمع ابن ابی ملیکة فی الصوم، ویزید بن رومان مرسل**'' (التاریخ الکبیر ۱/۳۹۸)

جو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ ''اسحاق بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ'' اور ''اسحاق بن عبید اللہ المدنی'' دونوں ایک ہی راوی ہیں۔

اس بات کا خلاصہ یہ ہے کہ ''اسحاق بن عبید اللہ ابن ابی ملیکۃ'' اپنے شیخ ''ابن ابی ملیکۃ'' کی طرف غلط منسوب ہوگیا ہے جیسے کہ علامہ معلّمی نے فرمایا ہے ''اسحاق بن عبید اللہ بن ابی المہاجر'' کے ترجمہ میں، اور یہی ''اسحاق بن عبید اللہ'' جو اپنے شیخ کی طرف منسوب ہے یہی ''اسحاق بن عبید اللہ المدنی'' بھی ہے جیسے کہ امام بخاری اور علامہ مزی وغیرھما کے حوالوں سے ثابت ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کی تحقیق:

چنانچہ موصوف ''اسحاق بن عبید اللہ بن ابي المهاجر المخزومي'' کے ترجمہ میں فرماتے ہیں ''**قال ابن عساکر فی تاریخه ...روی عن ابی ملکة عن ابن عمرو رفعه اذا افطر الصائم یقول ...وذکره ابن حبان في الثقات**'' (تہذیب التھذیب ۱/۲۱۳)

یعنی ابن حجر کے نزدیک ''اسحاق بن عبید اللہ بن ابي المهاجر'' اور ''اسحاق بن عبید اللہ المدنی''

دونوں ایک ہی راوی ہیں، کیونکہ ابن حبان نے (الثقات ۶/۴۸) میں صرف ''اسحاق بن عبیداللہ المدنی'' کا ترجمہ ذکر کیا ہے اور اتنے ہی نام پر اکتفاء کیا ہے، اور ابن حبان اس میں منفرد نہیں بلکہ امام بخاری بھی اس میں ان کے ساتھ شریک ہیں جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے۔
جس سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ ابن حجر کے نزدیک ابن عسا کر نے جس راوی کا ذکر کیا ہے، اور ابن حبان نے جس کی توثیق کی ہے دونوں ایک ہی ہیں، والحمد للہ۔
اور یہ معلوم ہوا امام ابن حبان اس کی توثیق میں منفرد نہیں بلکہ امام ابن عسا کر نے بھی اس روایت کو حسن کہ کر اس راوی کی توثیق کی ہے، اس طرح ابن الملقن اور بوصیری نے بھی۔
لہذا کفایت اللہ کا کہنا کہ ''اس راوی کو ابن حبان کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا'' (ص ۸) باطل ہے۔

البوصیری اور اسحاق بن عبیداللہ:

علامہ ناصر الدین البانی نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ الزوائد کے نسخہ میں اختلاف ہے، بالمقابل جو علامہ سندھی حنفی نے نقل کیا ہے۔
چنانچہ لکھتے ہیں:

''هكذا قال في نسختنا منه(الزوائد) وهي محفوظةفي مكتبة الاوقاف الاسلامية فيحلب ومن الظاهر انها تختلف بعض الشيء عن النسخة التي كان ينقل عنها ابو الحسن السندي رحمه الله في حاشيته على ابن ماجه''
(ارواء الغليل ۴/۴۱)

یہی بات دکتور بشار عواد نے بھی کی ہے، اور اپنے نسخہ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

''ونص البوصيري في ''الزوائد'' ورقة ۱۱۴/۲ : وهذا اسناد صحيح و رجاله ثقات، رواه الحاكم في''المستدرک'' عن عبدالعزيز بن عبد الرحمن الدباس، عن محمد بن على بن زيد، عن الحكم بن موسى، عن الوليد به، ثنا اسحاق، فذكره، ورواه البيهقي من طريق اسحاق بن

عبیداللہ. قال عبد العظیم المنذري في کتاب ''الترغیب'' و اسحاق هذا مدني لا یعرف، قلت: قال الذهبي في ''الکاشف'' : صدوق، وذکره ابن حبان في ''الثقات''. انتهی کلام صحاب الزوائد ''(تہذیب الکمال بتحقیق البشار ۲/۴۵۸)

لیجیے جناب! ''ابن الحارث'' کا ذکر ہی نہیں، اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابن الحارث سے تو ولید بن مسلم نے کچھ روایت ہی نہیں کیا، اور نہ اس نے ابن ابی ملیکۃ سے کچھ بیان کیا ہے۔

جس سے تمام اقوال میں جمع و تطبیق ممکن ہو جاتی ہے۔ جہاں تک امام ذہبی کا تعلق ہے تو بوصیری رحمہ اللہ سے سہو ہوا ہے، وگرنہ کفایت اللہ صاحب کے نزدیک تو محدث کے صحت سند سے اتصال لازم ہے ''اسی طرح اس کی تصحیح میں سند کے اتصال اور عدم انقطاع کا بھی یہی حکم ہے'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۲۶)

پھر کیسے امام بوصیری ابن الحارث کو ذکر کر سکتے ہیں جو کہ اس طبقہ کا راوی ہے ہی نہیں اور یہ بات بھی کفایت اللہ کو تسلیم ہے (ص۴)۔

حافظ ابن حجر العسقلانی کی توثیق:

جہاں تک حافظ ابن حجر کا تعلق ہے، تو ہم زیادہ تفصیلی بحث میں جا کر قارئین کو الجھانا نہیں چاہتے، صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ کفایت اللہ صاحب کے نزدیک ابن حجر کا روایت کی تحسین کرنا ثابت ہے چنانچہ لکھتے ہیں ''ایسی صورت میں ان کی تحسین راوی سے متعلق ان کی خصوصی تحقیق کے خلاف ہے اور راوی والی تحقیق ایک خاص تحقیق ہے'' (ص۵)

بتانا مقصود یہی ہے کہ ان کے نزدیک ابن حجر کی تحسین ثابت ہے، لیکن ان کا دکھڑا یہ ہے کہ جہاں تحسین کی ہے وہاں ''خاص تحقیق'' نہیں۔

مگر ہم موصوف کو کہیں گے کہ

''آنکھیں اگر بند ہوں تو پھر دن بھی رات ہے،

اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا؟''

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جہاں حافظ ابن حجر نے تحسین کی ہے، وہاں صرف اسی پر اکتفاءنہیں کیا بلکہ منذری رحمہ اللہ کا رد بھی فرمایا ہے: ''**قال اسحاق بن عبیداللہ لا یعرف، قال الحافظ وقد عرفه غیره وذکر ابن حبان فی الثقات**''

یعنی امام منذری نے فرمایا کہ اسحاق بن عبیداللہ معروف نہیں، ابن حجر نے فرمایا مگر دوسروں کے ہاں یہ معروف ہے چنانچہ ابن حبان نے اس کو الثقات میں ذکر کیا ہے۔

(نتائج الافکار ۲۰۳/۵)

اب تو یہ بات واضح ہے کہ ابن حجر رحمہ اللہ اپنی سابقہ تحقیق یعنی اس کے مجہول ہونے سے رجوع کر چکے تھے، جبھی یہاں پر لا یعرف کا رد فرما کر، ساتھ ہی تحسین بھی کی ہے، اور نیز یہ بھی فرما دیا کہ اس کی سند میں اسحاق بن عبیداللہ ہی راجح ہے، اور مستدرک الحاکم میں اسحاق بن عبداللہ تصحیف ہے (ایضاً)

اب یہ خاص تحقیق نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ راوی کے ساتھ ساتھ روایت کی بھی خاص تحقیق ہے۔

کفایت اللہ کے سات اقوال کی حقیقت:

''تیسرا قول: ''اسحاق بن عبیداللہ المدنی'' سے مراد اسحاق بن عبیداللہ بن ابی المھاجر ہے اور یہ مقبول ہے یعنی عدم متابعت کی صورت میں لین الحدیث راوی ہے۔۔۔

چھوتھا قول:

''اسحاق بن عبیداللہ المدنی'' یہ غیر معروف راوی ہے۔

یہ امام منذری رحمہ اللہ کا موقف ہے۔

''(ص ۷۔۸)

مزید لکھا ''ساتواں قول: ''اسحاق بن عبیداللہ المدنی'' سے مراد اسحاق بن عبیداللہ المدنینامی علیحدہ راوی ہے۔ یہ امام ابن حبان رحمہ اللہ کا موقف ہے'' (ص ۸) کفایت اللہ صاحب سے

یہاں پر المدنی لکھنے میں غلطی واقع ہوگئی۔

مزید کیا کسی محدث کے غیر مطلع ہونے سے راوی ہی مختلف بن جاتا ہے؟ اگر امام منذری نے کہالایعرف تو کیا راوی ہی مختلف ہوگیا؟۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ''امام منذری نے فرمایا کہ اسحاق بن عبیداللہ معروف نہیں، مگر دوسروں کے ہاں یہ معروف ہے چنانچہ ابن حبان نے اس کوالثقات میں ذکر کیا ہے۔''

(نتائج الافکار۵/۲۰۳)

یعنی یہ تیسرا، چھوتھااور ساتواں ایک ہی راوی ہے جن کو کفایت اللہ صاحب کھینچا تانی کر کے مختلف شمار کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

نیز کفایت اللہ صاحب کو ہماری نصیحت ہے کہ رد کرنے سے پہلے مصنف کا موقف جان لیا کریں، کیونکہ محدث العصر حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کا جو آپ نے ''سنن ابن ماجہ'' طبع دارالسلام کا حوالہ دیا ہے تو شیخ اس سے اعلان برات کر چکے ہیں، لہذا انٹرنیٹ کو چھوڑ کر اصل مراجع ومصادر بھی دیکھ لیا کریں۔

بہر نوع اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت حسن لذاتہ درجے سے کم نہیں، جیسے کہ ہم نے دلائل وبراہین سے واضح کر دیا ہے والحمداللہ۔